اچھی کوالٹی اور کم کوالٹی کا چاول مکس کر کے بیچنے کا حکم

مجیب: مولانا عابد عطاری مدنی

فتوی نمبر: Web-1174

تاریخ اجراء: 01 جمادی الثانی 1445ھ/15 دسمبر 2023ء

دار الافتاء اہلسنت
(دعوت اسلامی)

سوال

دو طرح کے چاول ہوں، ایک اچھا چاول ہو اور ایک اس سے کم کوالٹی کا، کیا ان دونوں کو ملا کر بیچا جا سکتا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کم کوالٹی کا چاول اگر الگ سے پکایا جائے، تو وہ صحیح نہیں بنتا جبکہ اچھے چاول میں ملا کر بنائیں تو وہ صحیح لگتا ہے، اس کا ریٹ اس طرح رکھا جاتا ہے کہ مثلاً: اچھا چاول 200 روپے کلو ہے اور اس سے کم والا 100 روپے کلو، یوں ملانے کے بعد دو کلو کی رقم ٹوٹل 300 روپے ہوئی، پھر اس کا ایک کلو کا ریٹ 150 مقرر کر کے بیچا جاتا ہے۔ کئی جگہوں پر اس طرح چاول کو ملا کر بیچا بھی جاتا ہے، اس طرح بیچنے کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اگر عمدہ اور ناقص کوالٹی کے چاول مکس کیے اور گاہک کو بتادیا کہ اس تناسب سے چاول مکس کیے گئے ہیں، تو یہ سودا بالکل جائز ہے۔ یونہی اگر کوئی مخصوص قسم کے چاول ایسے ہوں جس میں دو تین اقسام کے چاول مکس ہوتے ہیں اور ان کا الگ سے نام رکھ دیا گیا ہے، اسی نام سے چاول خریدے بیچے جاتے ہیں تو یہ سودا بھی جائز ہے۔ یونہی گاہک کو بتایا نہیں مگر اسے پہلے سے معلوم ہے کہ اس میں فلاں فلاں قسم کے چاول مکس کیے گئے ہیں تو بھی سودا جائز ہے البتہ جس گاہک کو یہ معلوم نہ ہو، نیا آیا ہو اس کو ملاوٹ کا بتانا ضروری ہے۔

حدیث شریف میں ہے: ”من سل علینا السلاح فلیس منا ومن غشنا فلیس منا“ یعنی جس نے ہم پر تلوار اٹھائی وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہم سے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ (صحیح مسلم، جلد:1، کتاب الایمان، صفحہ:143، مطبوعہ: موسسہ قرطبہ)

اس حدیث کی شرح میں مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ملاوٹ سے مراد یا چیز کا عیب چھپا کر فروخت یا اصل میں نقل ملا دینا غرضکہ ہر کاروباری دھوکہ مراد ہے۔“ (مرأۃ المناجیح، جلد:5، صفحہ:429، مطبوعہ لاہور)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”اگر یہ مصنوعی جعلی گھی وہاں عام طور پر بکتا ہے کہ ہر شخص اس کے جعل ہونے پر مطلع ہے اور باوجود اطلاع خریدتا ہے تو بشرطیکہ خریدار اسی بلد کا ہو، نہ غریب الوطن تازہ وارد ناواقف اور گھی میں اس قدر میل سے جتنا وہاں عام طور پر لوگوں کے ذہن میں ہے اپنی طرف سے اور زائد نہ کیا جائے نہ کسی طرح اس کا جعلی ہونا چھپا یا جائے، خلاصہ یہ کہ جب خریداروں پر اس کی حالت مکشوف ہو اور فریب و مغالطہ راہ نہ پائے تو اس کی تجارت جائز ہے، آخر گھی بیچنا بھی جائز اور جو چیز اس میں ملائی گئی اس کا بیچنا بھی، اور عدم جواز صرف بوجہ غش وفریب تھا، جب حال ظاہر ہے غش نہ ہوا، اور جواز رہا جیسے بازاری دودھ کہ سب جانتے ہیں کہ اس میں پانی ہے اور باوصف علم خریدتے“

(فتاوی رضویہ، جلد:17، صفحہ:150، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم